رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

چھپا دست ہمت میں زورِ قضاء ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

الحکم

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی (ابن یعقوب) شیخ محمود احمد قادیانی

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ / اکتوبر و ۷ / نومبر سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر ۳۴ و ۳۵

فہرست مضامین

درخواستِ دعاء از امریکہ !!

بخدمت برادرانِ کرام و محبانِ صادق
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو معلوم ہے۔ کہ عاجز شکاگو میں آگیا ہے۔ جو اس ملک کا مرکزی اور بہت بڑا شہر ہے۔ آج تین ہفتہ سے زائد ہوا تلاشِ مکان میں سرگرداں ہوں۔ تاحال کوئی موزون مکان نہیں ملا۔ اسواسطے تحریک دعاء کے لئے یہ عریضہ لکھتا ہوں۔ اور بذریعہ اخبار بھیجتا ہوں جب سے یہاں آیا ہوں۔ طبیعت بھی کچھ علیل رہی ہے۔ نزلہ کھانسی وغیرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم و احسان پر امید اور بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ بہت جلد عمدہ مکان انشاءاللہ تعالیٰ مل جائیگا۔ اور غالباً اس خط کے ہندوستان پہنچنے اور اخبار میں چھپنے سے بہت قبل ملیگا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت علم ماضی اور مستقبل سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے اس ازلی ابدی قدیم خدا کی حکومت زمانہ اور مادہ اور روح ہر شئے پر ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ میرے دردِ دل سے دعائیں کرنے والے اس کے حضور فریادی ہونے والے ہیں اس واسطے پہلے سے ان دعاؤں کی قبولیت دکھاتا ہے۔ میں نے بارہا تجربہ کیا تھا۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت شریف میں کوئی عریضہ دعاء کے لئے لکھتا اس کی قبولیت اسی تحریر کے وقت سے نمایاں ہونے لگتی۔ اس سفر کے تجارب میں سے ایک میرا تجربہ یہہ ہے۔ کہ جب کبھی کسی حالتِ مرض اور تکلیف میں حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں عاجز نے خط لکھا خط کے روانہ ہوتے ہی مشکل کشائی اور صحت شروع ہو گئی لہٰذا یہ درخواست بھی اول حضرت حضور اور بعد میں بذریعہ اخبار اپنے پیارے دوستوں کی خدمت میں پہنچاتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزاء خیر دے اور دینی دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرے ۔ والسلام ۱۰ / ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء

(عاجز محمد صادق عفا عنہ) C/o Diali Bros
51. East 14. St. Chicago. U. S.

America U. S.

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر وغیرہ پراپرائیٹر چھپا۔ اور تراب منزل سے شائع ہوا)

جس کے حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ ہے۔ بیشک یہ تمہارے سامنے ایک سبز باغ ہے۔ لیکن یقین کر لو کہ انتہا پسند ہندو دوستوں کے لئے تو یہ ویسا ہی سبز باغ ہے۔ جو جرمنی نے ترکوں کو ڈرا دھمکا کر ساتھ ملانے میں دیکھا تھا۔ اور مسلم احرار کے لئے یہ ویسا ہی سبز باغ ہے۔ جو ترکوں نے جرمنوں کے ساتھ ملنے میں دیکھا تھا۔ نتیجہ دونوں کا ایک سا ہے۔

لیکن آؤ میں تمہیں اس غلطی اور دھوکا سے نکالنے کے لئے واقعات سے بحث کرتا ہوں تھوڑی دیر کے لئے تم خالی الذہن ہو جاؤ۔ میرا سوال تعلیم یافتہ گروہ سے ہے۔ جنہوں نے تاریخ و جغرافیہ کی ورق گردانی کی ہے۔ جن کے سامنے دنیا کے نقشے موجود ہیں۔ وہ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر جھوٹ اور سچ پر سزا و جزا دینے والا یقین کر کے گواہی دیں۔ کہ روئے زمین کے کسی حصہ میں بھی اس سے زیادہ یا ایسی مذہب کی آزادی جیسی کہ برٹش انڈیا میں خدا کے فضل سے ہم کو نصیب ہے۔ کہیں موجود ہے؟ اگر ہے تو خدا کے لئے بتاؤ۔ تم ایمان سے بتاؤ کہ ہندوستان کی آزادیٔ مذہب کی کوئی حد بھی ہے۔ خود عیسائی مذہب کے جو مقابلے ہندوستان میں کئے گئے ہیں اور احمدی جماعت کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ اسکی نظیر دنیا میں کہیں موجود ہے؟

تم خدا سے روشنی مانگو اور سوچو۔

کیا پھر تم آزادی کے معنے یہ کرتے ہو کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دو۔ اول تو یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔ یہ کام مالک الملک اللہ کا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ

جسکو چاہتا ہے۔ ملک عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ پھر کیا ان کو اس لئے نکالتے ہو کہ جب یہ آئے تم گونگے تھے۔ انہوں نے بولنا سکھا دیا جہالت کی تاریکی میں تھے۔ تعلیم کی روشنی سے منور کیا۔ مذہب کی مقدس کتابیں قرآن کریم۔ یا وید یا گرنتھ صاحب کے دیکھنے کے لئے لوگ ترستے تھے۔ وہ بچے بچے کو پہنچ گئے۔ دوستو یقین رکھو کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر تم ان نعمتوں کو آج گننے لگو جو خدا کے فضل سے انگریزی راج کی برکت سے تمہیں اللہ نے دی ہیں۔ تو تم یقیناً شمار کرنے سے بھی اپنے آپ کو عاجز پاؤ گے۔ اگر تم انکار کرو گے۔ تو یاد رکھو کہ یہ نعمتیں ہی پھر عذاب کا رنگ بدل لینگی یہ میرا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مالک الملک یوں فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ط

تم سے کہا جائیگا کہ ہیں!۔ یا ہم احمدی اپنے مطلب کے لئے انگریزوں کی خوشامد کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک جھوٹی خوشامد کرنا یا منافقت سے کوئی بات لکھنا ایک لعنتی فعل ہے۔ لیکن ہم جس طرح اس کو ایک لعنتی فعل قرار دیتے ہیں اسی طرح واقعی مستحق خوشامد اور تعریف کو اس کا حق نہ دینا بھی ایک کمینہ فعل اور بد فطرت لوگوں کا کام جانتے ہیں۔ اور یہی اصل اسلام کی تعلیم ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے۔

اے قوم یہ جھوٹ ہے یہ غلط ہے۔ کہ عدم تعاون کی پیروی میں ہندو مسلمان پہلو بہ پہلو اعلے ملازمتیں یا دفتری حکومتیں چھوڑ دینگے۔ لیکن لو فرضاً۔ اگر ایسا ہونا شروع ہؤا تو اسوقت سے پہلے کہ دوسری اقوام ہند کا روپیہ میں سے ایک پیسہ کم ہو مسلمانوں کی خانہ ویرانی اور بیڑا غرق ہو چکا ہو گا۔ علیگڑھ کالج اور بنارس کی دورنگی کا معاملہ اس کی ایک ادنےٰ دلیل ہے۔

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خردا بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

کانگرس کے اجلاس میں عدم تعاون کی منظوری پر کسی قابل دور اندیش ہندو بھائی نے لکھا ہے۔ کہ مہاتما گاندہی نے یہ ایک ایسی قبر کھودی ہے۔ جس میں یا تو خود مہاتما دفن ہوں گے۔ یا کانگرس دفن ہوگی۔ اپنے نکتہ نگاہ سے اس شریف انسان نے یہ بات بالکل سچی کہی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ اس میں نہ مہاتما گاندہی دفن ہوں گے۔ نہ کانگرس۔ وہ تو مر کر بھی قبر میں جانا پسند نہیں کرتے تو زندہ در گور ہونا بھلا کیوں گوارا کریں گے۔

ہاں یہ بالکل یقینی بات ہے

کہ یہ قبر بھی اگر کسی کو اپنے آغوش میں لیگی تو وہ اس ریزولیوشن کو لبیک کہنے والے صرف مسلمان ہی ہونگے۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ۲۴/۲۴ میں سے ۱/۲۴ کے کھونے والے کے پاس ۲۳/۲۴ باقی ہے۔ پس وہ زندہ ہے۔

اسکے لئے کوئی نادان بھی قبر تجویز نہ کریگا۔ ہاں ½ کا مالک اگر ½ کھودے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ مرگیا۔ اور بجز قبر میں جانے کے اس کے لئے کوئی چارہ کار نہیں۔

فاعتبروا یااولی الابصار

اے قوم و ملک کے شورش پسندو اس دھوکہ میں نہ رہو۔ کہ ملک کا بہترین دماغ و حصہ تمہارا ساتھ دیگا۔ مذہبی آڑ میں تم ہمیں تو جو چاہو کہہ سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ ہندوستان کی کوئی طاقت بھی تمہارا ساتھ نہ دیگی۔ میسور و حیدر آباد کو دیکھ لو۔ بھوپال و بڑودہ کو دیکھ لو۔ رامپور و گوالیار کو دیکھ لو۔ کشمیر و افغانستان کو دیکھ لو۔ ان میں سے کوئی بھی تمہارا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ گورنمنٹ کے حلم و خاموشی کے تم غلط معنے لگا کر تم نے اب تک ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن اب اس کا وقت باقی نہیں رہا۔ اب سنبھل جاؤ اور ہوش میں آجاؤ۔

اخیر میں پھر ملک کے ان خاموش دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ بھائیو وقت بہت کم ہے۔ جلد توجہ فرماؤ۔ میدان میں نکلو۔ اور قومی کشتی کو جو بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ فوراً کنارہ پر لانے کے لئے سعی موفور عمل میں لاؤ۔ تمہاری خاموشی سے ملک پہلے ہی کافی سے زیادہ نقصان اٹھا چکا ہے۔ مولوی ظفر علی خان اور ان جیسے تمام مبتلائے مصیبت لوگوں کا خون بھی تمہاری گردن پر ہے۔ ظفر علی خان وغیرہ نے اگر خان بہادروں اور رائے بہادروں کو گالیاں دیں۔ برا کہا۔ لیڈروں کو بدنام کیا۔ تو انہوں نے برا کیا۔ اور برا پھل پایا۔ لیکن تمہاری خاموشی کا جرم یاد رکھو۔ کہ ان سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ بلکہ اس سب نقصان کے اصلی ذمہ وار تم ہو اور اب بھی اگر اس کی تلافی نہ کی تو یقین کر لو۔ کہ جس چیز کے ضائع ہونے کا تم کو خطرہ ہے۔ وہ خاموشی اور علیحدگی میں بدرجہا زیادہ خطرے میں ہے۔ آپ ہمت سے قدم اٹھائیں۔ اللہ تعالےٰ مدد فرمائینگے *

بیدار شو گر عاقلی در باب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

بالآخر

میں تمام ان ہندو مسلمان سکھ بھائیوں کو چیلنج دیتا ہوں۔ جو میرے پیش کردہ خیالات سے متفق نہ ہوں۔ اور انکے خلاف ملک و قوم کی بہتری کے لئے دلائل رکھتے ہوں۔ وہ میرے پاس شوق سے تشریف لائیں۔ میں نہایت شکریہ اور پوری عزت کے ساتھ انکی بات سننے کو تیار رہوں ہوں۔

دور سے بیٹھے بیٹھے کفر و الحاد کے فتوے نہ لگائیں۔ بلکہ یہ خود سمجھیں یا مجھے ہی سمجھادیں۔ دلائل و روشنی کا زمانہ ہے۔ اس سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ اس زمانہ میں جب کہ روشنی اور صداقت آشکارا ہو چکی ہے۔ کورانہ تقلید کو چھوڑ دیں۔ والسلام

وما علینا الا البلاغ

حکیم محمد حسین قریشی موجد

بمفرح عنبری جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور

قوم کو تباہ کرنیوالی لیڈر

مسلمان نہایت سادگی سے اس چھوٹے بچے کی طرح جو اپنی ماں کو بھول گیا ہے۔ اور ہر اس عورت کے پیچھے جو اسکے سامنے سے گذرتی ہے۔ روتا ہوا لگ جاتا ہے۔ اور وہ اس بات کی تمیز نہیں کرتا۔ کہ وہ اسکی ماں ہے۔ یا نہیں۔ اسوقت ہر اس شخص کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو ان کی نظروں میں کسی نہ کسی طرح آجاتا اور اس بات کی بھی تمیز نہیں رکھی جاتی۔ کہ آیا یہ شخص مسلمان اور مومن ہے۔ یا نہیں۔ وہ مسٹر محمد علی ہو یا مسٹر گاندھی الغرض کیسے باشد کوئی ہونا چاہیئے۔ وہ کشتی کو کنارے لگائے یا غرق کردے مگر مسلمان اسکے پیچھے چلیں گے۔ گویا اب حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اچھے برے کی شناخت بھی نہیں۔ اور لکیلا یعلم بعد علم شیئاً کے مصداق ہوگئے ہیں۔

یہ حالت بتا رہی ہے۔ کہ نوبت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ خدا تعالےٰ نے جن کو چشم بصیرت دی ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے یہ لیڈر تباہ کر رہے ہیں۔ یا کیا کر رہے ہیں۔ مسئلہ ہجرت نے مسلمانوں سے کیا سلوک کیا۔

خانماں برباد ہوئے یا نہیں۔ جلیانوالہ کے مظالم کی داستان آج تک اخبارات کے ورقے سیاہ کر رہی ہے اور بڑا شور ڈالا جا رہا ہے۔ اور اس پر مسٹر گاندھی اور دیگر ممبران بڑے زور شور سے مظالم کی تحقیقات کرنے لگے۔ اور دفتروں کے دفتر کاغذ سیاہ کر دیئے۔

لیکن مسٹر گاندھی کو مسٹر شوکت علی اور مسٹر محمد علی مولانا عبدالباری الغرض کسی کی آنکھ نہ کھلی کہ ہجرت کی ترغیب سے ان لیڈران نے قوم کو ملک کو مسلمانوں کو کیا نقصان پہنچایا۔ اور ان کے مظالم کی داستان کیا ہے۔ جنرل ڈائر۔ اور اوڈوائر برے سہی۔ تمہارے دشمن سہی۔ مگر جنرل ڈائر نے کھلے بندوں گولی چلائی۔ لوگ مرے۔ اور خانماں برباد ہوئے۔ مگر مسئلہ ہجرت کی ترغیب کے بھی تمام پہلوؤں کو خدارا سوچ لو۔ کیا کچھ نتائج پیدا کئے۔ پشاور کے علاقہ میں جہاں گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے۔ اس جگہ نظارہ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ سو روپیہ کی چیز دس روپے میں بک گئی۔ اور دس کی ایک کو۔

ہندو مالا مال ہو گئے۔ کیونکہ ان کے لئے ہجرت فرض نہ تھی۔ اور وہ اشیاء خریدتے۔ ایک مسلمان خرید نہ سکتا تھا۔ اور نہ اس کے پاس چیز بیچی جاتی تھی۔ کیونکہ ہجرت اس پر بھی فرض تھی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا۔ بعض شرفاء نے بھیک مانگی بعض سردی سے تکلیف اٹھاتے رہے بعض نے کابلیوں سے ماریں کھائیں۔ بعض امیر غریب ہو گئے۔ ان کو ملک بدر کیا گیا۔ جو لوگ انصار تھے انہوں نے جو سلوک کیا۔ وہ ظاہر ہے۔ کہ آخر یہ بات اخباری دنیا میں آنے سے نہ رہ سکی۔ کہ افغانی انصار نے ہندی مہاجرین کو لوٹ مار کرنے کے علاوہ جب وہ ان کی دوکان پر کھانا خریدنے گئے تو ان سے پیسے لیکر کہدیا۔ کہ میں پانی نہیں دونگا۔ یہ پانی کی دوکان نہیں ہے خدا کے لئے۔ ان مظالم کی فہرست تیار کرو۔ جو انہوں نے لیڈر بن کر آرام سے اطمینان سے کئے اور ان کی بہتری کے پردے میں کئے۔ کیوں نہیں تم یہ آواز اٹھاتے۔ کہ ہجرت کے متعلق آواز اٹھانے والے لوگوں کے مظالم ایک کمیٹی تحقیق کرے۔ اور پھر قومی عدالت میں ان پر مقدمہ چلائے۔ افسوس تصویر کا ایک رخ دیکھنا مناسب نہیں۔ دو نو طرف دیکھو کیا ہے۔ آؤ اب میں آپ کی توجہ عدم تعاون۔ نان کو آپریشن۔ نہ حل ورتن کی طرف مبذول کراؤں۔ اس عدم تعاون نے جو کچھ مسلمان طلباء کی تعلیم پر اثر ڈالا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ ہندوؤں کا مقدس مہاتما گاندھی ہے۔ باوجود اسکے کہ وہ انکا مہاتما ہے۔ مگر ہندو عدم تعاون اور سکولوں کالجوں کے معاملے میں گاندھی کے ساتھ نہیں ہوئے۔ لیکن گاندھی وغیرہ نے اسلامیہ کالج علیگڑھ کالج کے بخیہ ادھیڑنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ کیونکہ مسلمانوں نے بلا سوچے سمجھے اپنے لیڈر کا انتخاب کیا۔ ہجرت میں بھی مسلمانوں کو نقصان ہوا۔ اب عدم تعاون میں بھی مسلمان طلباء کی تعلیم میں مسلمانونکو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ دوسرا وار تھا ان لیڈرونکا۔ عدم تعاون پر وعظ محمد علی شوکت علی۔ گاندھی۔ وغیرہ کر رہے ہیں۔ مگر انکی اپنی حالت ہے ؎ واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند؛ چوں بخلوت میروند کار دیگرے میکنند؛ خود مسٹر گاندھی اور اسکے ساتھی گورنمنٹ کی بنائی ہوئی ریل پر سوار ہوتے ہیں۔ اور سفر کرتے ہیں۔ تاریں دیتے ہیں۔ کہ فلاں ٹرین پر آتے ہیں۔ انگریزی بوٹ انگریزی طرز کے سوٹ محمد علی اور شوکت علی صاحبان زیب تن کرتے ہیں۔ بہتر ہو اتحاد اور ریل۔ تار موٹر گاڑیاں انگریزی بنائی ہوئی سڑکوں وغیرہ سے عدم تعاون کریں۔ خود تاریں دیتے ہیں ریل پر سوار ہوتے ڈاک سے کام لیتے ہیں۔ جب خود دوسروں کے لئے نمونہ نہیں بنتے پھر انکا کیا حق ہے کہ دوسرونکو مجبور کریں۔ جن لوگونکی سالہا سال بلکہ ساری عمر کی خدمات ہیں وہ تو عدم تعاون کرلیں کسی چیز کو نہ چھوئیں۔ مگر لیڈران کیلئے سب کچھ جائز ہے۔ تعجب اور سخت تعجب ہے کہ مسلمان عدم تعاون کرلیں مگر ہندو نہ کریں۔ علیگڑھ کالج بند ہو جائے۔ لیکن دیا نند کالج کھلا رہے۔ یہ تفاوت پبلک کی توجہ کی محتاج ہے۔ خلافت کے لئے مسلمان لیڈروں کا وفد ہندوستان سے یورپ میں جاتا تاکہ خلافت کو قایم کرے۔ وہ اپنا مقصد دنیا کے سامنے عمدگی سے رکھے مسلمانوں کا روپیہ یہاں سے اسلام اور خلافت کے لئے لیکر جاتے ہیں۔ لیکن پیرس کے تھیٹروں میں اس روپے سے تماشے دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی اسپر اعتراض نہیں کرتا۔

انگلستان میں اسلام
چھ تازہ نو مسلم
۱۴ر اکتوبر ۱۹۲۰ء

فہرست نو مسلمین گذشتہ رپورٹ کے بعد جن لوگوں نے دین حقہ اسلام قبول کیا ہے۔ اون کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

اسلامی نام	کیفیت
عائشہ	عالی خاندان شریف اور ایک فرنچ کونٹ کی بیوی ہیں۔ پہلے [illegible] کیتھولک تعلق۔
سلام	اس سعید خاتون کو اسلام سیکھنے اور تبلیغ کرنے کا بہت شوق ہے۔
عبدالرحیم	بوڑھے پنشنر شریف آدمی ہیں۔ [illegible] میں رہتے ہیں۔
صفیہ	کارڈن میں ایک کی بیوی ہیں۔
رابعہ	صوفی مزاج بڑھیا ہے تمام دن مطالعہ کتب کا شوق ہے۔
ناصر اللہ	بہین رابعہ کا ہونہار لڑکا ہے ماں کی طرح پڑھنے کا شائق ہے۔

عام حالات مسجد احمدیہ لنڈن کی زمین خرید لی جاچکی ہے۔ عمارت کا کام انشاءاللہ جلد شروع ہو جائے گا۔ (نیر)

سلسلہ کی خبریں

قادیان (۱) حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام مشاغل دینیہ میں مصروف ہیں۔ اور ہر طرح سے بخیریت ہیں۔

(۲) حضرت حافظ روشن علی صاحب مبلغین کی جماعت کو بڑی محنت سے تیار کر رہے ہیں جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی شامل ہیں۔ اکثر طلباء مولوی فاضل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ لوگ مفید ثابت ہونگے۔

(۳) حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ جو ایک مدت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں اقامت پذیر ہیں۔ وہاں آپ کے دولت خانہ پر چند بدمعاشوں نے نقب زنی کی واردات کی ہے۔ ابھی تک مجرموں کا پتہ نہیں چلا۔ جناب سید دلاور علی شاہ صاحب سب انسپکٹر جن کے نام سے احمدی احباب واقف ہیں۔ اور آپ کے ساتھ سید محمد داؤد صاحب ہیڈ کنسٹیبل بڑی توجہ سے اس چوری کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ جلدی مجرموں کا پتہ لگے۔ اور وہ اپنی کیفر کردار کو پہنچیں۔

(۴) سالانہ جلسہ کے لئے لکڑی وغیرہ خرید کا انتظام شروع ہو گیا ہے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب خاص توجہ کر رہے ہیں۔

جو احباب اجناس گھی۔ نمک۔ مرچ مصالحہ۔ مٹی کا تیل۔ چاء۔ وغیرہ بھیجنی چاہیں۔ وہ براہ راست مولوی صاحب یا ناظر بیت المال کے پاس بھیج سکتے ہیں۔ اور جو احباب روپیہ بھیجنا چاہیں وہ روپیہ بھیج دیں۔

(۵) لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے عدم تعاون کے خلاف ایک ٹریکٹ شایع کیا ہے۔ جو الحکم میں کسی دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے۔ احمدی احباب کو زور سے دیہات اور اپنے اضلاع میں عدم تعاون وغیرہ اصولوں کے نقصانات لوگوں پر ظاہر کرنے چاہئیں۔

کٹک میں سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ سنگڑہ کا سالانہ جلسہ اکتوبر کی ۲۲ و ۲۳ تاریخ کو منعقد ہوا۔ دو دن متواتر جلسہ ہوتا رہا۔ کئی تجویزیں پاس کیگئیں۔ مولوی عبد السلام صاحب مولوی فاضل و مولوی عبد الحلیم صاحب مولوی عالم و منشی فاضل و دیگر عالمان ملت کیطرف سے کئی دلچسپ و نصیحت آمیز تقریریں ہوئیں منشی رئیس الدین صاحب و منشی غلام رسول صاحب وغیرہ دوستوں نے نہایت خوش الحانی سے ورثمین سے حضرت صاحب کی نظمیں پڑھکر سامعین کو محظوظ کیا۔ کیرنگ سے ماسٹر طاہر الدین صاحب بی۔ اے مع چند اصحاب کے تشریف لائے تھے۔ غیر احمدی بھی جلسہ میں شریک ہوئے اور اچھا اثر ساتھ لیکر گئے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ غیر احمدی ٹرد س نے بھی ہمارے جلسہ میں شریک ہوکر امن و امان سے ہماری تقریروں کو سنا اللہ تعالےٰ انہیں سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہونیکی توفیق عطا فرما دے آمین:۔ (خاکسار محمد احمد سکرٹری انجمن احمدیہ سنگڑہ)

ہمارا سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے

سالانہ جلسہ میں اب تھوڑا وقت باقی رہ گیا ہے۔ اور اسوقت سے ہی اس کے لئے تحریک کرنا مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور جلسہ سے پہلے قوم میں جلسے کے لئے زبردست تحریک اور جوش کے لئے قلم اٹھانا چاہیئے انسانی فطرت کچھ ایسی واقعہ ہوئی ہے۔ کہ وہ اپنے اندر قوتیں اور جذبات رکھتی ہوئی بھی کسی بیدار کرنے والے کی محتاج ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نبیوں کو مبعوث کرتا ہے۔ تا وہ ان کی سوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کریں؛

اسی طرح اگرچہ قوم میں ایک قدرتی احساس قومی کاموں اور ضرورتوں کا ہو۔ لیکن جب تک بار بار انھیں آگاہ نہ کیا جاوے۔ اسوقت تک سستی اور غفلت ان پر طاری رہتی ہے۔

سالانہ اجلاس کی غرض و غایت بھی زیادہ تر یہی ہوتی ہے۔ کہ تا باہمی تعارف تبادلہ خیالات مشترکہ دعاؤں اور تاثیر صحبت کی وجہ سے غفلت اور کمزوری دور ہوکر ہم اپنے قومی فرض کو شناخت کریں۔ اور اپنے ذاتی اور شخصی اصلاح کے ساتھ قومی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

غرض سالانہ جلسہ اور سالانہ اجتماع ہمارے لئے ایک معمولی جلسہ اور تفریح کا میلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ وہ ہماری شخصی اور قومی زندگی کی کتاب کا ایک سالانہ محاسبہ کا ورق ہوتا ہے۔ ہمیں دوسرے بھائیوں سے ملکر ان کے اخلاق اور عادات کے آئینہ میں اپنی عادتوں اور خصلتوں کی اصلاح اور توزین کا موقعہ ملتا ہے۔ اور پھر بحیثیت مجموعی قومی کاموں۔ اور سلسلہ کی سالانہ کارگذاریوں پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس ضرورت کے احساس پر مالی، قربانی کی تحریک ہمارے اندر شروع ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ ایک قومی اور ذاتی بھلائی کا کام ہے۔ اس لئے اسکو مفید۔ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے جہاں تک ہماری ذات کا سوال ہے۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ پس سب سے پہلا کام ہر احمدی کا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ سالانہ جلسہ پر آنے کے لئے ابھی سے تیاری کرے۔

طیاری کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ابھی نہایت قیمتی کپڑوں کے سوٹ سلوانے چاہئیں یا نمائش کے سامان اور اسباب پر روپیہ خرچ کرنا چاہیئے۔ بلکہ طیاری سے یہ مطلب ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہے اپنی معمولی ضروریات کو بھی کم کرکے جو کم ہو سکتی ہیں۔ قومی ضرورتوں کے لئے اپنے اندر مالی قربانی کا جذبہ اور یہاں آنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ دعاؤں سے کام لیا جاوے۔ کیونکہ ہر قسم کی پاک توفیق صحت فرصت اللہ تعالےٰ ہی کے فضل سے ملتی ہے۔

ہم جانتے ہیں۔ کہ سالانہ اجتماع کے لئے کوئی شخصیت اگر جاذب ہوسکتی ہے۔ تو وہ حضرت امام کی شخصیت ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ اس کی صحت اچھی اور قابل شکر گذاری ہے۔ اور ہم خدا کے فضل سے یقین کرتے ہیں۔ کہ اس مرتبہ آپ کے ملفوظات اور نصائح کے لئے پہلے سے زیادہ وقت اور موقع مل سکیگا۔

اس لئے ہم کو آج ہی سے اس مبارک جلسہ میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ زندگی ایک تیز پرواز کرنے والے جانور کی طرح پرواز کر جاتی ہے۔ بہت تھے جو پچھلے جلسوں میں شامل ہوئے۔ مگر آج وہ موجود نہیں ہیں۔ زندگی کے دن غنیمت ہیں۔ کس کو معلوم کہ جو اس دفعہ شریک ہوگا۔ وہ اگلے سال ہوگا۔ یا نہیں۔

پس اس خیال کو چھوڑو کہ اس سال نہیں۔ اگلے سال چلے جاویں گے۔ یہ ایک وہمی بات ہے۔ پس جو آج اس نیکی کا ارادہ کرتا ہے وہ اگر اس میں شامل ہونے سے پیشتر واصل الی اللہ ہو جائے۔ تو وہ اپنے نیک ارادے کی وجہ سے ثواب پا گیا۔

پھر یہی نہیں کہ تم خود آؤ۔ بلکہ دوسروں کو بھی ساتھ لاؤ تاکہ تم کو ثواب میں ایک اور حصہ ملے۔ غرض آج ہی سے اپنے آپ کو اسی مقصد کے لئے تیار کرو؛

والسلام

حضرت مسیح موعودؑ اخوت پر

۲۸ اپریل ۱۹۰۴ء کو بعد نماز جمعہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور حقوق اخوت پر فرمائی۔

(ایڈیٹر)

میں صرف اسقدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکا لگا ہوا ہے۔ شاید اچھی طرح میری باتوں پر غور نہیں کی۔ اور وہ غلطی اور دھوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو جاوے۔ تو اسقدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے ہیں۔ کہ جنازہ اٹھانیوالا بھی نہیں ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے۔ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یاد رکھو تم میں اسوقت دو اخوتیں جمع ہو چکی ہیں۔ ایک تو اسلامی اخوت۔ اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے۔ پھر ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو۔ تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ایسی مسافر اپنے گھروں میں ہوتے۔ تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے ہیں۔ اور کافر کہتے ہیں۔ ان میں بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن یہ سرد مہری کیوں ہوتی ہے۔ دو باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

افراط اور تفریط اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جائے۔ تو ایسی شکایت پیدا نہ ہو جبکہ تواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ کا حکم ہے۔ تو پھر ایسے مردوں سے گریز کیوں کیا جاوے۔ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے۔ اور وہ پکار فریاد کرے۔ تو جیسے یہ گناہ ہے کہ شخص اس خیال سے کہ میں نہ جل جاؤں۔ اس مکان کو اور اسمیں رہنے والوں کو جلنے دے اور جا کر آگ بجھانے میں مدد نہ دے ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے۔ کہ ایسی بے احتیاطی سے اسمیں کود پڑے کہ خود جل جاوے ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے۔ کہ آگ بجھانے میں اس کی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہاں بھی سلوک ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے۔ یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوت قائم ہو۔ اور اور پھر اس سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو۔ یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو۔ اور قضا و قدر سے ایسے ماتم پیش آجاوے۔ تو دوسرا تجہیز و تکفین میں بھی اسکا شریک نہ ہو ہرگز ہرگز اللہ تعالےٰ کا یہ منشاء نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحابہ جنگ میں شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتی تو میں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں۔ یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتی کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاویں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایسی وارداتوں کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے۔ اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہیں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے۔ ہاں جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکے لئے بھی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے جہاں ایسا مرکز وباء کا ہو۔ کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو۔ وہاں احتیاط کرے۔ لیکن اسکے بھی یہ معنی نہیں کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خداء تعالےٰ کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے۔ کہ انسان ایک میت سے اسقدر بُعد اختیار کرے۔ کہ میت کی ذلت ہو۔ اور پھر اسکے ساتھ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آئندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہیں کرنا چاہیئے۔ جب کہ خدا تعالےٰ نے تمہیں باہم بھائی بنا دیا ہے۔ پھر نفرت اور بُعد کیوں ہے۔ اگر وہ بھی مریگا تو اس کی بھی کوئی خبر نہ لیگا۔ اور اس طرح پر اخوت کے حقوق تلف ہو جائیں گے۔

خداے تعالےٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ کیوں کہ حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے۔ جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم بری چیزوں سے بچ سکتے ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنا لے۔ اسوقت تک اللہ تعالےٰ اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔

کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ پرہیز نہیں کرتے۔ مینے سنا ہے۔ کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز

رہتا تھا۔ وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ نرا پرہیز کچھ چیز نہیں۔ جب تک خدا تعالےٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے۔ کب تک جاری رہے۔ لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ اللہ تعالےٰ کبھی حالتِ قوم میں تبدیلی نہ کریگا جب تک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کر یوں تو ہر شخص جواب دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ استغفار بھی کرتے ہیں۔ پھر کیوں ایسے مصائب اور ابتلا آ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے۔ وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اور جاتا ہے۔ اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا۔ جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہیئے۔ اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجاوے۔ تو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکیگا۔ اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکیگا۔ ہرگز نہیں یہی حال اعمال کا ہے۔ جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں۔ وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے۔ جسکو ہم بدل نہیں سکتے۔ پس یہ بالکل خطا ہے۔ کہ اسی ایک امر کو پلے باندھ لو۔ کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ ہوگا۔ پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے۔ لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالےٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات و خیرات کیطرح ہی ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے۔ اور یہ حق حق العباد کا ہے۔ جو فرض ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے۔ اسیطرح اسکو بھی فرض ٹھیرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو۔ اور پھر سلسلہ میں داخل ہو۔ اور اسکو یوں ہی چھوڑ دیا جاوے جیسا کتے کو یہ بڑی غلطی ہے۔ جس زندگی میں اخوت اور ہمدردی ہی نہ ہو۔ وہ کیا زندگی ہے پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاوے۔ تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاویں۔ ہاں مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے۔ یا اسکا پس خوردہ کھالے تو اندیشہ ہے۔ کہ وہ مبتلا ہو جاوے۔ لیکن ہمدردی یہ نہیں بتاتی۔ کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھ کر اس کی خبرگیری کرو۔ اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو۔ وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے۔ وہ ۔ ۔ کو چھوڑتا ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ بِغَیْرِ فَسَادٍ یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کر دیتا ہے۔ وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اسقدر پیار نہ کرو۔ کہ ایمان ہی جاتا رہے۔ حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو وہ لوگ بھی تو گذرے ہیں۔ جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی ہے۔ کہ وہ بیمار ہو۔ اور کوئی اسے پانی تک نہ دینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے۔ جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو۔ بعض مُلّان ایسے ہیں۔ جنہوں نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردوں کو غسل دیا ہے۔ اور انہیں کچھ نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے۔ کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ وبائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے نکل جاوے۔ لیکن زور شور ہو تو مت بھاگے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا۔ اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھکر پکڑ نہ لے۔ احتیاط تو ہوئی لیکن قضاؤ قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔

وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے۔ لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو۔ قطع حقوق معصیت ہے۔ اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ایسا پرہیز اور بُعد جو ظاہر ہوا ہے۔ وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہیں ہے۔ ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ جو تجربہ میں مضر ثابت ہوئے ہیں۔

یہ جماعت جس کو خدا تعالےٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے

اگر اسکا بھی یہی حال ہوا۔ کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو۔ تو بڑی خرابی ہوگی۔ میں دوسرا پہلو نہ بیان کرتا۔ لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے۔ اس لئے اسے بھی میں نے بیان کرنا ضروری سمجھا۔ یعنے جس کے واقعہ ہو جاوے۔ اسکے ساتھ بھی اور جو بچے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی افسوس ہے۔ میں خود نہیں آسکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے۔ اور مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔ جب تک انہوں نے نہیں لکھا۔

بہر حال باہم ہمدردی ہو اور میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھالے آمین

زمانہ گذشتہ کی یاد

ایڈیٹر الحکم کی پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

خدارا بخدا توان شناخت

سنہ ۱۹۰۲ء میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بمقام امرتسر ہوا تھا۔ اس جلسہ پر اعلیٰ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے رسل بغرض تبلیغ بھیجے تھے۔ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو جلسہ سے واپس آنے پر بعض اور لوگ بھی دارالامان آئے۔ سلسلہ کلام میں ندوہ کے متعلق ذکر آیا۔ کہ وہ بحث مباحثہ سے الگ رہ کر اصلاح چاہتے ہیں۔ اس پر فرمایا اگر ندوہ کا دعویٰ اصلاح ہے تو امر تنقیح طلب یہ ہے۔ کہ اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور کن راہوں سے ہو رہی ہے۔ اور اسلام پر کیا حملہ ہو رہا ہے۔ اس کی مدافعت اور انسداد کی تدابیر کا سوال بے محل اور ایسا دعویٰ خیالی دعوے ہوگا۔ پھر قابل غور یہ امر ہے۔ کہ ان ساری خرابیوں کا انسداد ارضی طاقت سے ہو سکتا ہے۔ یا آسمانی تائیدات سے۔

اگر ندوہ والے یہ چاہتے ہیں۔ کہ لوگ پڑھ کر یعنے انگریزی تعلیم حاصل کر کے نوکر ہو جائیں۔ اور انکو ملازمت کے لئے آسانیاں ہوں تو یہ دین کا کام نہیں ہے یہ تو قوم کو غلام بنانے کی تدابیر ہیں۔ اور اگر ان کی غرض دینی اصلاح ہے۔ تو پھر یاد رکھیں کہ

خدارا بخدا توان شناخت

اس اصل کو چھوڑ کر جو شخص چاہتا ہے۔ کہ دینی اصلاح ہو جاوے۔ وہ کبھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس خشک اور خیالی اصلاح سے کیا فائدہ ہوگا۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں نہیں ہیں۔ وہ باتیں جو نری لفاظی کے طور پر بیان کی جاویں۔ یا قصہ اور کہانی کی طرح گذشتہ امور پر جس کا حوالہ ہو ان کی پہلے سے کیا کمی ہے۔ جو ایک خاص جماعت اپنا وقت اور غریب مسلمانوں کا روپیہ لیکر صرف کرے اور نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔ میں اس قسم کی کارروائیوں کو کبھی پسند نہیں کرتا۔ ایسی باتوں سے ریاکاری اور نفاق کی بو آتی ہے۔ کیونکہ یہ طریق اس مطلب اور غرض کے حصول سے کوسوں دور ہے۔ جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اور جس طرح دنیا کی اصلاح ہوا کرتی ہے۔ وہ رنگ اسمیں موجود نہیں ہے۔

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے اذن اور ایماء سے ہو۔ اگر ہر شخص کی خیالی تجویزوں اور منصوبوں سے بگڑی ہوئی قوموں کی اصلاح ہو سکتی تو پھر دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے وجود کی ہی کچھ حاجت نہ رہتی۔ جب تک کامل طور پر ایک مرض کی تشخیص نہ ہو اور پھر پورے وثوق کے ساتھ اس کا علاج معلوم نہ ہولے کامیابی علاج میں نہیں ہو سکتی؛

اسلام کی جو حالت نازک ہو رہی ہے۔ وہ ایسے ہی طبیبوں کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ جنہوں نے اس کی مرض کو تو تشخیص نہیں کیا اور جو علاج اپنے خیال میں گذرا اپنے مفاد کو مدنظر رکھکر شروع کر دیا۔ مگر یقیناً یاد رکھو کہ اس مرض اور علاج سے یہ لوگ محض ناواقف ہیں۔ اسکو وہی شناخت کر سکتا ہے۔ جسکو خدائے تعالےٰ نے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے۔ اور وہ

میں ہوں

اسلام کے اندر ایک خطرناک پھوڑا ہو گیا ہے۔ اور ایک جذام باہر کی طرف سے اسے لگ رہا ہے۔ اندرونی پھوڑے کا باعث خود مسلمان ہوئے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور رائے کے موافق اس میں اصلاح اور ترمیم شروع کر دی۔ وہ باتیں جو کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہم وگمان میں بھی نہ آئی تھیں۔ آج عبادت قرار دی گئیں ہیں۔ اور زہد و ریاضت کا بہت بڑا مدار انہیں پر رکھا گیا ہے۔ ان باتوں کو دیکھ کر بیرونی دشمنوں کو بھی موقع ملا۔ اور وہ تیر و تفنگ لے کر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اس کے پاک وجود کو چھلنی کر دیا اور اسے ایسی مکروہ ہیت میں دشمنوں نے دکھانا شروع کیا کہ غیر تو غیر تھے ہی اپنوں کو بھی

متنفر کر دیا۔ ہر شخص نے اپنے طرز پر اسکی تصویر کو یہاں تک بنانے کی فکر کی۔ ایسی صورت میں زمینی حربہ اور ارضی تدابیر کام نہیں دے سکتی ہیں۔ اس کے لئے آسمانی حربہ اور آسمانی تدابیر کی حاجت ہے۔ اس لئے جب تک آسمانی کشش آسمانی تائیدات کسی کو نہ دی جاویں۔ کامیابی ہو نہیں سکتی۔ ضرورت انبیاء علیہم السّلام کا یہی بڑا بھاری ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر بگڑے وقت اصلاح دنیا ہو سکتی۔ تو ہر زمانہ میں فلاسفر اور دانشمند مدبر ہوتے ہی رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السّلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہو گذرے ہیں۔ اب بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ فلاسفر اور ریفارمر خدا تعالےٰ سے اسقدر دُور جا پڑے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک شاید خدا تعالےٰ کا نام لینا بھی ایک گناہ اور غلطی قرار دیا گیا ہے۔ پھر بتاؤ کہ یہ فلسفہ اور یہ اصلاح تمہیں کہاں تک لے جائیگی۔ اس سے کسی بہتری کی اُمید رکھنا خطرناک غلطی ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا تعالےٰ نے یہی سنت رکھی ہے۔ کہ اصلاح کے واسطے نبیوں کو مامور کرکے بھیجتا ہے۔ انبیاء علیہم السّلام جب آتے ہیں۔ تو بظاہر دنیا میں ایک فساد عظیم نظر آتا ہے بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہزاروں ہزار جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے وقت طوفان سے ان کے مخالفوں کو تباہ کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے وقت طاعون اور دوسری کئی عذاب وارد ہوئے۔ اور فرعون کے لشکر کو غرق کیا گیا ؎

غرض خوب یاد رکھو کہ قلوب کی اصلاح اسی کا کام ہے۔ جس نے قلوب کو پیدا کیا ہے۔ نرے کلمات اور چرب زبانیاں اصلاح نہیں کر سکتی ہیں۔ بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہیئے۔

پس جس شخص نے قرآن شریف کو پڑھا۔ اور اس نے اتنا بھی نہیں سمجھا۔ کہ ہدایت آسمان سے آتی ہے۔ تو اس نے کیا سمجھا ؎

الحیاتکم نذیر

کا جب سوال پیدا ہوگا۔ تو پتہ لگے گا۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ خدا را بخدا توان شناخت اور یہ ذریعہ بغیر امام نہیں مل سکتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کا مظہر اور اسکی تجلیات کا مورد ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ یعنی جس نے زمانہ کے امام کو شناخت نہیں کیا۔ وہ جہالت کی موت مر گیا ؎

مردم شماری آرہی ہے!!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور آپ کے خلفاء ہمیشہ یہ چاہتے رہے۔ کہ مردم شماری میں احباب اپنے نام کے ساتھ احمدی کا لفظ ضرور لکھوائیں آج تک پورے طور سے اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اور یہ پاک خواہش پورے طور سے پوری نہیں ہوئی۔ جس کا افسوس ہے ؎

اب ۱۹۲۱ء کے شروع میں پھر مردم شماری شروع ہونے والی ہے۔ اس لئے میں ابھی سے سلسلہ کے احباب کی توجہ کو اس طرف پھیرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس دفعہ پورے زور سے اس کام کو شروع کیا جائے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ احمدی لکھوایا جائے۔ ا۔س

اس طرح سے اگر ہر جگہ ہر گاؤں اور ہر قصبہ ہر شہر میں اس بات پر پورا پورا عمل ہو تو امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ہمکو ہماری تعداد کا پورا پتہ لگ سکے۔ جس سے آگے اور بہت سے فوائد جماعتی رنگ میں حاصل ہو سکتے ہیں ؎

عراق عرب میں انتظامی کونسل کا تقرر

عراق عرب کے ہائی کمشنر سر پرسی کاکس نے نقیب صاحب بغداد کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ عراق عرب کے نظم و نسق کے متعلق ایک انتظامی کونسل مقرر کریں۔ اور خود اسکی صدارت فرمائیں۔ یہ کونسل اسوقت تک کام کریگی۔ جب تک کہ ملک میں وہ قومی مجلس نہ مقرر کیجائے۔ جسمیں مختلف ولایات کے نمایندے شریک ہونگے۔ نقیب صاحب جن کا نام نامی سید عبدالرحمٰن صاحب آفندی قادری ہے۔ عراق میں نہایت ممتاز پایہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے متولی ہیں اور اس لئے نہ صرف آپکو عراق بلکہ افغانستان، ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک کے سنی مسلمانوں میں نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ اپنے زہد و تقوٰی اور علم دینیہ کیلئے نہایت اعلیٰ شہرت رکھتے ہیں۔ اسلئے آپکی رائے سے انتظامی کونسل کا مقرر کیا جانا اور خود آپ کا اس کی صدارت فرمانا اسلامی دنیا میں حد درجہ طمانیت کا باعث ہوگا ؎

(پیغام)

میرے گلزار کو پامالِ سیاست نہ کرو!
﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾

عدم تعاون پر ایک نظر

اے مسلم! تو یہ زہر کا پیالہ مت پی!

اے قوم ایک عرصہ تک خونِ جگر کھانے کے بعد اس وقت کہ رات کا ایک بج چکا ہے۔ میں تیرے درد سے بیتاب ہو کر یہ دیکھتا ہوا۔ کہ تیرے ہاتھ میں زہر کا پیالہ دے دیا گیا ہے۔ اور تو چشمۂ کوثر کا شیریں و ٹھنڈا پانی سمجھ کر اس کو پینے کو ہے۔ میں بے قرار ہو کر تیری جان کی سلامتی چاہتا ہوا تجھے ہوشیار و خبردار کرنے کے لئے خدائے قدوس سے توفیق پاکر قلم ہاتھ میں لیکر بیٹھا ہوں۔

اے قوم میں جانتا ہوں۔ تیری جان کا دشمن تیری سلامتی کو تباہی سے بدل ڈالنے کا تہیہ کر لینے والا ظالم تجھے میری بات کو قبول نہ کرنے کا مشورہ دیگا۔ مجھ سے بدظن کرنے کے لئے تجھے ہزار وساوس میں مبتلا کرے گا۔ لیکن تو دیکھ کہ میں تجھے خدا کا بتایا ہوا سبق سکھاتا ہوں۔ تو اسوقت کم سے کم تھوڑی دیر کے لئے اس زہر کے پیالے کو ہاتھ سے رکھ کے خالی الذہن ہو کر اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس کی دوہائی پکارتا ہوا اپنے رب العزت کی پناہ میں آجائیو۔ تو اپنے بازوؤں کو ڈھیلا کر کے غرور و تکبر کی چادر اتار کر خدائے قدوس کے حضور گر جائیو۔ اگر تو سچے دل سے اس کی پناہ میں جانا چاہیئے گا۔ تو وہ تجھے یقیناً اپنی حفاظت میں لے لیگا۔ اور تجھے بتا دے گا اور تیری آنکھوں میں نور تیرے دماغ میں روشنی بخش دے گا۔ اور پھر تو خود سمجھ لے گا۔ کہ مجھ سے تیرا بدظن ہونا۔ تیری بینائی کے نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ اور درحقیقت ظالم دشمن نے تیرے ہاتھ میں زہر کا پیالہ دیا تھا۔ جو تیرے وجود کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے کافی اثر اپنے اندر رکھتا تھا۔

اے قوم میں پھر کہتا ہوں۔ کہ تو میرے خلاف کوئی بات نہ سنیئو۔ میری مخالفت کو اپنی اخلاقی موت یقین کیجیو۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں اس چشمہ حیات سے جو آج بر و بحر کے مالک خدا نے اپنے سچے وعدے کے موافق تیرے اور تیرے جیسے تمام گم کردہ راہوں کی دستگیری کے لئے جاری فرمایا ہے۔ تیرے لئے یخ و شیریں پانی لے کر آیا ہوں۔ تو اس ظالم کے دیئے ہوئے زہر کے پیالے کو ہاتھ سے پھینکدے۔ اور یہ مجھ سے لیکر غٹا غٹ پی جا۔ پھر تو زندہ ہو جائیگا۔ اور پھر کبھی ظالم دشمن کا وار تجھ پر نہ چلے گا!

اے قوم پھر سمجھ لے کہ میں کون ہوں۔ میں ایک احمدی ہوں۔ جس کو تیرا دشمن ظالم مرزائی کافر کہکر تجھ سے بدظن کرنے کی ہزار تدبیریں کرے گا۔ وہ الٹا مجھے ہی تیرا دشمن بنا کر راہ زنی کر کے تجھے یہ زہر کا پیالہ پینے پر مجبور کریگا لیکن تو دیکھ کہ میں اگر کافر ہوں تو ایسا کافر ہوں کہ ایک عرصہ سے ہر روز بے قرار ہو کر ان الفاظ میں جب تک تیری لئے دعا نہ کر لوں۔ مجھے چین نہیں آتا۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلے اللہ علیہ وسلّم۔

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلے اللہ علیہ وسلّم۔ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلّم:

یہ پانچ دعائیں ہیں۔ جن کو میں ہر روز مانگے بغیر چین نہیں پاتا:

اب تو دیکھ لے کہ میں کیسا کافر ہوں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی امت کی بہتری اور سلامتی کے لئے راتوں کو اٹھ کر بے چین ہو ہو کر دعائیں کرنے والا ہی تیرے نزدیک کافر ہوتا ہے۔ تو پھر تو تو بیشک یقین کر لے کہ خدا کی قسم ایسا کافر تو میں ضرور ہوں۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکان ندائے جلالِ محمدؐ است

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

ایں آتشم ز آتشِ مہر محمدی است
وین آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

(حضرت سیدنا مسیح موعودؑ)

اب تو جان تیرا کام۔ خواہ میرا کہنا مان کر یہ عدم تعاون والی زہر کا پیالہ ہاتھ سے پھینک دے یا غٹا غٹ پی کر فنا ہو جا۔
میں تجھے یہ پیغام پہنچا کر اپنے رب کے حضور سرخرو ہوتا ہوں۔

اے قوم کے وہ لوگو جو جانتے ہو کہ ملک و ملت کا حصہ تباہی کے گڑھے میں جا رہا ہے۔ اور پانی سر سے اوپر نکلنے کو ہے۔
اے وہ لوگو جو جانتے ہو۔ کہ اس کا نتیجہ وہ کچھ ہونے والا ہے۔ جو کبھی مادر گیتی نے اس سے پہلے نہیں دیکھا اور تم اپنی عزتوں کو خطرہ میں دیکھ کر علیحدگی اور خاموشی اختیار کر بیٹھے ہو۔ یا ڈر کے مارے دبی زبان سے ہاں میں ہاں ملا دیتے ہو۔ اور پھر علیحدہ بھی ہو جاتے ہو۔ یاد رکھو اس منافقت سے اب تم اپنی عزتوں کو نہیں بچا سکو گے تم اپنے خزانوں اور لوہے کے صندوقوں کی حفاظت اس طرح نہیں کر سکو گے۔ تم اگر اپنی خیر چاہتے ہو اپنے بال بچوں کی اپنے دوستوں کی اپنے ملک کی بہتری کے خواہشمند ہو تو تم اسوقت اور سب کام چھوڑ دو۔ اپنی جھونپڑیوں اور محلات سے باہر آ جاؤ۔ اس خواب خرگوشی سے فوراً بیدار ہو جاؤ۔ اور اپنے گمراہ بھائیوں کو عقل سے فکر سے۔ دلایل سے۔ نرمی سے۔ گرمی سے جسطرح بھی بن پڑے۔ تن سے۔ من سے۔ دھن سے۔ قلم سے۔ زبان سے کھول کھول کر امن اور سکھ کی راہ بتا دو۔ غلط فہمیوں کو دور کر دو۔ دھوکے میں آئی ہوئی غریب مخلوق الٰہی کی دستگیری کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ خاموش رہنے والے بدنتائج کے پہلے اور ڈبل حصہ دار ہونگے۔ اس کو عزت مت سمجھو۔ جو تم بغلوں میں دبائے بیٹھے ہو۔ اگر قوم و ملک پر کوئی تباہی آئی۔ تو یہ تمہاری عزتیں ایک پائی کی قیمت بھی نہ پائیں گی۔ عزت وہ ہے جو خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ ایسے وقتوں میں خاموش رہنا حد درجہ کی نافرمانی ہے۔ اور یہ کبھی عزت کا موجب نہیں۔ بلکہ ہزاروں ذلتوں کا پیش خیمہ ہے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است

اے قوم تو اس دھوکہ سے جلد نکل جا کہ تو آج ہندوستان کی قوموں سے صلح کر رہی ہے۔ یا ہندوستان میں اتفاق کی کوئی بنیاد قایم ہو رہی ہے۔ یہ جھوٹ ہے یہ غلط ہے۔ یہ ایک دھوکہ ہے۔ اتفاق بیشک ایک بڑی قیمتی چیز ہے۔ بڑی رحمت ہے۔ بڑی برکت ہے۔ لیکن بابرکت وہ اتفاق ہوتا ہے۔ کہ جو شہد کی مکھیوں کا سا اتفاق ہو۔ پھولوں کو ضرر بھی نہ پہنچے اور نتیجہ میں شہد حاصل ہو۔ نہ یہ کہ ٹڈی دل کا سا اتفاق ہو۔ جو کسی گلستان یا نخلستان میں دو گھنٹہ کے لئے بھی آ جائیں۔ تو تمام باغ کو ویران کر دیں۔ تم سوچو کہ تمہارا یہ اتفاق شہد پیدا کر رہا ہے۔ یا ویرانی کا پیش خیمہ ہے؟
تم کہو گے کہ ہندوستان کی آزادی ایک شہد ہے۔